غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد
فیصل آباد

ہے دانشِ افرنگ ہی غارت گرِ حالات
ہر فتنۂ ارضی پہ ہیں ثبت اس کے نشانات

پہنچی نہ مگر ایک نظر سوزِ نہاں تک
کھنے کو کر بیٹھے ہیں سر، ساری مہمات

خوں پی کے غریبوں کا رؤساء، اُمراء سب
رہتے ہیں مگر اپنی تمناؤں میں دن رات

انسان پہ انساں کی حکومت کا ہے ثمرہ
مشکل جو ہوئے آج کے انسان پہ اوقات

چہرے پہ مُروّت ہے مگر دل میں کدُورت
ذہنوں پہ کمینوں کے مسلّط ہے سیہ رات

کرتے ہیں مُساوات کی تلقین اِدھر تو
تعمیر کراتے ہیں اُدھر شیش محلّات

لاتی ہے نیا جال نئے ڈھنگ سے کیسے
ان خانہ خرابوں کی چکاچوند سدا رات

دل زہر کا پیالہ ہے، زباں قند کا ساغر
اس دور کے آذر کی ہیں کیا خوب کرامات

اغیار کی تقلید میں راہ چھوڑی ہے اپنی
بڑھتی ہی چلتی جاتی ہے جو تلخیٔ حالات

اس مغربی تہذیب سے کرتا ہوں میں نفرت
ہے یاد مجھے معرکۂ ترکِ موالات

بنا ان کی نہ مسکین اداؤں پہ تو خالد
"پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات"